© rasailojaraid.com

اسلامی حکومت کاقیام اور اسکے نفاذ کا عملی خاکہ

قسط نمبر ۵

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علوی
حفظہ اللہ

اسلامی حکومت کے قیام کے مقاصد اور اسکے فرائض:- سورۃ حج میں

ارشاد باری اللہ تعالیٰ ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ قوی عزیز۔ الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکرو للہ عاقبۃ الامور (۴۰-۴۱)

اور بے شک اللہ ان لوگوں کی مدد فرمائے گا جو اس کی مدد کے لئے اٹھیں گے۔ بیشک اللہ قوی اور غالب ہے یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے زکوٰۃ ادا کریں گے، معروف کا حکم کریں گے، اور منکر سے روکیں گے اور انجام کار کا معاملہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اس آیت سے پہلی ایک آیت ہے جس میں ہجرت مدینہ کے بعد اپنی مدافعت میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ مکہ میں چونکہ مسلمانوں کی کوئی باقاعدہ تنظیمی ہیئت نہیں تھی اس لئے ہر قسم کا ظلم وستم سہنے کے باوجود اپنے دفاع کی اجازت نہ تھی۔ مدینہ میں آکر آغاز میں مدافعانہ جنگ کی اجازت دی گئی ہے اور پھر آخری مرحلہ میں جارحانہ جنگ کی بھی اجازت ملی۔ اس آیت میں مسلمانوں کو فتح مکہ کی بشارت سنائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر ان مسلمانوں کو اس سرزمین میں، اپنی تائید ونصرت سے اقتدار بخشیں گے تو یہ نماز کا اہتمام کریں گے زکوٰۃ ادا کریں گے نیکی کی تلقین کریں گے اور برائی سے روکیں گے۔ یہاں مسلمانوں کو سرزمین مکہ میں اقتدار واختیار کی پہلی بشارت ملی ہے جسے ملت کے قلب کی حیثیت حاصل ہے اور ظاہر قلب کی صلاح وفساد پر تمام ملت کے صلاح وفساد کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدار ہے۔ اس آیت میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اگر مسلمان حکمران یہ فریضہ ادا نہ کریں۔ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے تو ان کی حکومت اسلامی نہیں ہوگی۔ اس آیت کے تحت علامہ ندوی لکھتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو زمین میں قوت عطا فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ نماز کو جو حقوق الٰہی کا سرعنوان ہے قائم کریں اور زکوٰۃ جو بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا دوسرا نام ہے ادا کریں اور دنیا میں امور خیر کی تعمیل اور امور شر کے انسداد کا اہتمام کرسکیں۔ اسلامی سلطنت کا مقصد نہ جزیہ کا حصول نہ خراج کا وصول، نہ غنیمت کی فروانی نہ دولت کی ارزانی، نہ تجارت کا فروغ نہ جان منصب کا فریب، نہ عیش و عشرت کا دھوکہ اور نہ شان وشوکت کا تماشہ ہے، بلکہ سرتاسر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری اور اس کے لئے جدوجہد اور سعی و محنت کی ذمہ داری کا نام ہے۔ (ج ۷ ص ۴۷)

مولانا عبد الماجد دریا آبادی اسلامی سلطنت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

گورنمنٹ اگر سچے مسلمانوں کی قائم ہوجائے تو مسجدیں آباد پر رونق ہو جائیں۔ ہر طرف سے صدائیں تکبیرو تہلیل کی گونجا کریں، بیت المال کے بعد کوئی ننگا، بھوکا نہ رہ جائے۔ عدالتوں میں انصاف بکنے کی بجائے ملنے لگے، رشوت، جعلسازی، دروغ حلفی کا بازار سرد پڑجائے۔ امیر کو کوئی حق اور کوئی موقع غریب کی تحقیر و ایذا کا نہ باقی رہ جائے۔ غیبتیں، بدکاری، چوریاں، ڈاکے، خواب وخیال ہوجائیں، آبکاری کے محکمہ کو کوئی پانی دینے والا بھی نہ رہے۔ مہاجنی کوٹھیوں، سود خوار ساہو کاروں، بینکوں کے اماٹ الٹ جائیں۔ گویے نچنئے اگر تائب نہ ہوں شہربدر کردیے جائیں سینما، تھیٹر، تمام شہوانی تماشا گاہوں کے پردوں کو آگ لگا دی جائے۔ گندہ نحش افسانہ وشاعری کی جگہ صالح وپاکیزہ ادبیات لے لیں غرض دنیا، دنیا رہ کر بھی نمونہ جنت بن جائے (تفسیر ماجدی سورۃ حج پ ۱۷ حاشیہ نمبر ۷۷)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال حکومت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا واللہ مابعث علیکم عمالی لیضربوا ابشارکم ولالیا خذوا لی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اموالکم ولکنی ابعث الیکم لیعلمو کم دینکم وسنة نبیکم (اسلامی ریاست اصلاحی ص ۱۳۳)

خلیفہ درحقیقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا "انا خلیفة رسول الله ولست خلیفة الله" میں نبی اکرم ﷺ کا خلیفہ ہوں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں کیونکہ خلیفتہ اللہ تو صرف رسول ہوتا ہے جس کا تقرر خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد رسالت کا مقام ومنصب ختم ہوچکا ہے۔ اب دین کے غلبہ و تمکن کیلئے آپکی امت آپکی نائب ہے اور امت ہی خلیفہ کے انتخاب کا حق رکھتی ہے۔ لیکن اب خلافت نسیاء منسیا ہوچکی ہے۔ کیونکہ امت انتشار و تفریق کا شکار ہوکر اپنی وحدت واتحاد کو ختم کرچکی ہے اب مختلف اسلامی ممالک میں امراء ہیں جو اپنے ملک وعلاقہ میں دین کے نفاذ کے پابند ہیں چونکہ اب حضور کی نیابت مجموعی اعتبار سے امت نے کرنی ہے۔ جو کہ کسی علاقہ و ملک کا حکمران انکا نمائندہ ہے اسلئے وہ دین کا نفاذ نہ کرے تو اس ملک کے لوگ اس سے باز پرس کرسکتے ہیں۔ حضور کے جو فرائض تھے نیابت میں امیر حاکم نے ادا کرنے ہیں آپکا کام دین کا غلبہ تھا جب کہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے۔ ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله اور مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله (انفال)

دین کے غلبہ کیلئے پہلا کام تعلیم وتربیت ہے کیونکہ اسلامی حکومت نظریاتی حکومت ہوتی ہے اور نظریہ کی پابندی اسکے علم کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اسلئے پیغمبر کی بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار اسکے فرائض بیان کئے گئے۔ حضرت ابراہیم نے آپکی بعثت کی دعا ان الفاظ میں کی تھی "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیتک ویعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم"

یہاں پیغمبر کے تین کام بیان کئے گئے ہیں تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ آپ نے تینوں کام کئے جس کی نظیر ابو عبدالرحمن السلمی، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دوسرے صحابہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔ "انهم كانوا اذا تعلموا من النبي صلى الله عليه وسلم عشر آيات لم يجاوزوها حتى يتعلموا ما فيها من العلم والعمل قالوا فتعلمنا القرآن والعلم والعمل جميعا"

دین اسلام میں علم کی اس اہمیت کی بنا پر پہلی وحی میں ہی قراءت و علم کا تذکرہ موجود ہے کیونکہ علم کے بغیر عمل ممکن نہیں۔ اس لئے امام بخاری نے باب باندھا ہے۔ "العلم قبل القول والعمل لقول الله فاعلم انه لا اله الا الله فبدأ بالعلم انما يخشى الله من عباده العلماء" اور تعلیم کا سلسلہ آپ نے مکہ میں شروع میں ہی کر دیا جیسا کہ حضرت عمر کے اسلام کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے تعلیم و تربیت کے بغیر افکار و نظریات کی تطہیر اور تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک عقیدہ و ایمان صحیح نہ ہو عمل کی نوبت نہیں آتی، اس لئے مکہ میں عقیدہ و ایمان پر ہی زیادہ زور صرف کیا گیا عام عملی تعلیم مدینہ میں شروع ہوئی اور اس دور کی مدت مکی مدت سے کم ہے۔ "الذين آتيناهم الكتاب يتلونه حق تلاوته اولئك يومنون به" اس تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں اقامت صلوۃ و ایتاء زکوۃ کے نظام کا نفاذ مقدم ہے جب تک کوئی مسلمان ان کی پابندی نہیں کرتا وہ دین کا پابند نہیں ہو سکتا۔ سورۃ توبہ میں فرمایا فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم ان الله غفور رحيم چند آیتوں کے بعد فرمایا۔ "فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فاخوانكم في الدين ونفصل الايات لقوم يعلمون" سورہ مریم میں فرمایا "فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورہ روم میں فرمایا "اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین"

سورۃ حم السجدۃ میں فرمایا "و ویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکاۃ و ھم بالاخرۃ ھم کافرون"

دین کے قیام وبقا کا انحصار اور مدار ان دونوں ارکان پر ہے ان کے بغیر انسان نہ مسلمان بن سکتا ہے اور نہ مسلمان رہ سکتا ہے۔

۲۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر دین کی تبلیغ واشاعت: کیونکہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق اور یگانگت اسکے بغیر ممکن نہیں کہ وہ دین پر عمل پیرا ہوں دین کی پابندی وحدت کا باعث ہے اس لئے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا سورہ انفال میں فرمایا ھو الذی اید ک بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ماالفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم اور اعتصام بحبل اللہ جو وحدت ویگانگت کا سبب ہے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے اگلی آیت میں فرمایا۔ "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون"

سورۃ توبہ میں مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا والمومنون بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکاۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم

۳۔ امن وامان کا قیام سورہ انفال میں دین کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ واذکروا اذانتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يتخطفكم الناس فاواكم و ايدكم بنصره ورزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ليسير الراكب من صنعاء الى حضر موت لايخاف الا الله والذئب على غنمه"

آیت استخلاف میں بھی فرمایا گیا و ليبدلنهم من بعد خوفهم امنا

شہری کے حقوق (۱) معاشی ضروریات کی فراہمی' سورہ انفال کی آیت میں گزرا ہے ورزقكم من الطيبات اور سورۃ نساء میں مرد کی سربراہی کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ اہل وعیال کی معاشی ضروریات پوری کرتا ہے اس لئے وہ سربراہ ہے۔ حضور کا فرمان من ترك كلا فالينا (متفق علیہ)

خلفائے راشدین کے دور میں اس کا انتظام کیا جاتا تھا:۔

۲۔ شخصی آزادی:۔ ابو داؤد میں ہے کہ آپ کے دور میں مدینہ میں کچھ لوگ شبہ کی بنا پر گرفتار کرلئے گئے ایک صحابی نے خطبہ کے دوران اٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے ہمسایوں کو کس جرم میں پکڑا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سوال سن کر خاموشی اختیار فرمائی۔ تاکہ شہر کا کوتوال گرفتاری کی وجہ بیان کرے۔ لیکن جب اس نے وجہ بیان نہ کی تو آپ نے تیسری دفعہ سوال کرنے پر فرمایا۔ فخلوا له جيرانه (کتاب القضا)

حضرت عمر نے ایک مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا لا يوسر رجل في الاسلام بغير عدل کہ ناحق کسی کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ آزادی اظہار رائے:۔ اگر امیر یا کوئی اس کا نمائندہ کتاب وسنت سے انحراف کرے۔ تو اس سے پوچھا جا سکتا ہے خلفاء راشدین پر اس صورت میں تنقید ہوتی تھی حضرت عمر حج تمتع سے روکتے تھے صحابہ نے ان کے اس فعل پر تنقید کی۔ حتی کہ عبداللہ بن عمر کہتے امرابي يتبع ام امر رسول الله صلى الله عليه وسلم حضرت عمر نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اسمعوا واطيعوا حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلمان فارسی بولے لا نسمع ولا نطیع پہلے بتایئے سب کے حصے میں ایک چادر آئی ہے آپ کو دو کیسے مل گئیں۔ بعض صحابہ نے تو آپ سے کہا تھا آپ دین سے انحراف کریں گے تو ہم آپ کو تلوار سے سیدھا کریں گے۔

حضرت ابوبکر نے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا تھا ایھا الناس قد ولیت امرکم ولست بخیرکم ایھاالناس انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعینونی وان زغت فقومونی

۴۔ جان مال اور عزت وناموس کا تحفظ :۔ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ خطبہ الوداع میں فرمایا فان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ہذا

۵۔ ذاتی اشیاء کی حفاظت :۔ امام ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھتے ہیں "لیس للامام ان یخرج شیئامن احد الابحق ثابت معروف" جنگ ہوازن میں آپ نے قیدی، صحابہ کی اجازت کے بغیر آزاد نہیں کئے تھے جنگ حنین میں صفوان بن امیہ سے جنگی اسلحہ لیا اس نے پوچھا "اغصبا یا محمد" آپ نے فرمایا "بل عاریۃ مضمونۃ"

۶۔ قانونی مساوات :۔ اسلامی ریاست کا ہر شہری، امیر ہو یا غریب، شریف ہو راعی ہو یا رعایا ہر شخص اور ہر طبقہ بلا کسی امتیاز کے قانون کی نظر میں ایک ہیں خلفائے راشدین حضرت عمر اور حضرت علی خود عدالت میں پیش ہوئے مخزومی عورت کے چوری کے سلسلہ میں آپ کا فرمان اور جبلہ بن ایہم غسانی کا واقعہ اس کے شاہد عدل ہیں

۷۔ معاشرتی مساوات :۔ "یاایھاالناس ان خلقناکم من ذکروانثی الایۃ"

یاایھاالناس الا ان ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی ان اکرمکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عند الله اتقاكم" حضرت معاذ بن جبل نے روم کے دربار میں کہا تھا "وامیرنا رجل منا ان عمل فینا بکتاب دیننا و سنة نبینا قرانا علینا وان عمل بغیرذالک عزلناه عنا وان ھو سرق قطعنا یده وان زنا جلدناه وان شتم رجلا منا شتمه بما شتمه وان جرحه اقاده من نفسه ولا یحتجب منا ولا یتکبر علینا ولا یستاثر علینا ھو کرجل منا"

۸۔ بے لاگ اور بے معارضہ انصاف :- اسلامی ریاست ذمہ دار ہے کہ ہر شہری کو ہر قسم کے ظلم و تعدی سے بچائے اور ایسا انتظام کرے کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر با اثر ہو یا بے اثر بغیر کسی رشوت و قیمت ادا کئے انصاف حاصل کرے۔ حضرت ابوبکر اور عمر نے فرمایا تھا "الضعیف فیکم قوی عندی حتی اریح علیه حقه انشاء الله والقوی فیکم ضعیف غلامی حتی اخذ الحق منه انشاء الله

۹۔ لوگوں پر انکی وسعت و طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے :- "فاتقوا الله ما استطعتم لا نکلف نفسا الا وسعها حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "نبایع رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع و الطاعة یقول لنا فیما استطعتم"

۱۰۔ خلاف شریعت حکم نہ دیا جائے :- لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ قال السمع والطاعة حق مالم یومر بالمعصیة فاذا امر بالمعصیة فلا سمع ولا طاعة"

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا "فان اطعت الله ورسوله فاطیعونی وان عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم"

شہری کے فرائض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ سمع وطاعت:۔ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع و الطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصا امیری فقد عصانی"

۲۔ خیر خواہی و ہمدردی:۔ "قال الدین النصیحة قلنا لمن قال للہ ولرسولہ ولائمة المسلمین"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "واعینونی علی نفس بالامر بالمعروف والنهی عن المنکرواحضار النصیحة"

۳۔ تعاون وتناصر۔ المومن للمومن کا البنیان یشد بعضه بعضا" تعاونوا علی البروالتقوی

۴۔ مالی قربانی۔ ریاست کی ترقی اور حفاظت کے لئے مالی ایثار و قربانی ناگزیر ہے ضرورت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چندہ لیتے تھے۔

۵۔ جانی قربانی۔ جہاد فی سبیل اللہ اور ریاست کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل اللہ ـــ قیل لهم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ وادفعوا ـــ مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین

اسلامی حکومت کے اعضائے رئیسہ یا عناصر ترکیبی:۔

۱۔ مجلس مقننہ وشوریٰ ۲۔ منتظمہ ۳۔ عدلیہ ۴۔ دفاعیہ و فوج ۵۔

امراء وعمال کے اوصاف:۔

۱۔ اقتدار و اختیار کا طالب وحریص نہ ہو' انا لا نولی علی عملنا هذا احدا سئله او حرص علیه" "ان اخونکم عندنا من طلبه" حضرت عبدالرحمٰن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن ثمرہ کو فرمایا لا تسئل الامارة فانک اذا او تیتها عن مسئلة و کلت الیها وان او تیتها عن غیر مسئلة اعنت علیها"

۲۔ امین ہو اور اہلیت و صلاحیت ہو:۔"ان الله یامرکم ان تودوا الامانات الی اهلها"

"اذا ضیعت الامانه" فانتظر الساعة قیل فاالاضاعة قال اذاو سد الامرالی غیراهله"

۳۔ رعایا کی ہمدردی و خیر خواہی:۔ مامن عبد استرعاه الله رعیة فلم یحطها بنصیحة الالم یجد رائحة الجنه" (بخاری) "مامن امیریلی امرالمسلمین ثم لایجهد لهم وینصح الالم یدخل منهم الجنة (مسلم)

۴۔ بے لاگ عدل و انصاف کرے:۔ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو شراب پینے پر سزا دی۔ حضرت عمرو بن عاص والی مصر کے بیٹے کو سزا دی۔ "اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"

۵۔ نرمی و شفقت:۔"من یشاقق یشقق الله علیه یوم القیامه"۔ حضور اکرم نے فرمایا جو شخص میری امت میں سے کسی منصب پر فائز ہوا اور اس نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں نرمی سے کام لیا۔ اللہ اس کے ساتھ اس کی ضرورت کے دن نرمی برتے گا۔ "تری المومنین فی تراحمهم وتعاطفهم وتوادهم کمثل الجسد" مسلم میں روایت ہے اللهم من ولی من امرامتی شیئا فشق علیهم فاشقق علیه ومن ولی من امرامتی شیئا فرفق بهم فارفق به

۶۔ خائن نہ ہو:۔"مامن والی یلی رعیه من المسلمین فیموت وهو غاش لهم الاحرم علیه الجنة"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۔ اپنی رعایا سے محبت کرے:۔"قال خیار ائمتکم تحبونھم ویحبونکم ویصلون علیکم تصلون علیھم۔"

۸۔ اپنی رعایا سے محبت و بغض نہ رکھے:۔ قال شرار ائمتکم تبغضونھم و یبغضونکم و تلعنونھم و یلعنونکم"(مسلم)

۹۔ عمال کا احتساب:۔حضرت عمر موسم حج میں عمال کا محاسبہ فرماتے۔ آپ نے موسم حج میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا"انی بعثت عمال ھولاء و لاة بالحق علیکم ولم استعملھم لیصیبوا اعن ابشارکم ولامن دماء کم ولامن اموالکم فمن کانت لہ مظلمہ عن احدمنھم فلیقم

حضرت عمر ہر عامل سے عہد لیتے تھے کہ وہ عیش و عشرت کی زندگی سے پرہیز کرے گا ریشمی لباس نہیں پہنے گا چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ اور اپنے دروازے پر دربان نہیں بٹھائے گا اور حاجت مندوں کے لئے دروازہ کھلے رکھے گا۔ بلکہ فتوح البلدان میں تو یہ بھی ہے کہ وہ ہر عامل کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرواتے اور جب کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافہ کی اطلاع پاتے تو اس کے مال کا جائزہ لے کر آدھا مالیت المال میں داخل کر دیتے۔

(۱۰) اسوہ و نمونہ:۔ "لقدکان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة" کتاب کے ساتھ کے حامل کتاب کے اسوہ و نمونہ کو اپنانا۔

حضرت ابوبکرؓ سے احمس قبیلہ کی ایک عورت نے سوال کیا۔ مابقاو ناعلی ھذاالامر الصالح الذی جاء اللہ بہ بعد الجاھلیة قال بقاو کم علیہ ما استقامت لکم ائمتکم قالت وما الائمة قال اماکان لقومک روس اشراف یامرونھم فیطیعونھم قالت بلی قا ل فھم اولئک الناس ۔الامام العامل راع و ھو مسئول عنھم(بخاری ج ا ص ۵۴۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۱) درگذر اور عفو سے کام لے۔

"ماانتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ الا ان تنتهک محارم" (بخاری ۱/۵۷۱)

حضرت عیینہ بن حصین سے درگزر کرنا، حضرت علی کا گالی دینے والوں سے درگزر کرنا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ذمہ داری کے نباہ کیلئے یہ صفات بیان کی تھی۔ "انک تحمل الکل و تقری الضیف، و تکسب المعدوم"۔

خلیفہ کے فضائل وصفات:۔ "قال ان اللہ اصطفاہ علیکم و زادہ بسطۃ فی العلم والجسم۔ وا تاہ اللہ الملک والحکمۃ و علمہ مما یشاء ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض و لکن اللہ ذو فضل علی العالمین۔ قال الحسن اخذ اللہ علی الحکام ان لا یتبعوا الھوی ولا یخشوا الناس ولا یشتروا بایاتہ ثمنا قلیلا۔ ثم قرا "یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق و لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ۔ (الآیۃ)

و قرا "انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور الآیۃ

حکمران اور مشورہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک۔ فاعف عنھم و استغفرلھم و شاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین"۔ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)

یہ اللہ ہی کا فضل ہے کہ آپ ان کیلئے نرم خو ہوئے اگر آپ درشت خو اور سخت دل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتے تو تمہارے پاس سے یہ منتشر ہو جاتے' سو ان سے درگزر کیجئے اور ان کیلئے بخشش طلب کیجئے اور معاملات میں ان سے مشورہ لیجئے پھر جب فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کیجئے بیشک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ مشورہ کے محتاج نہیں تھے کیونکہ آپ کی رہنمائی کیلئے وحی الٰہی موجود تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو ایسے وقت میں صحابہ کرام سے مشورہ لینے کا حکم دیا جا رہا ہے جبکہ جنگ احد میں صحابہ کرام غیر شعوری طور پر سنگین جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے۔ انہوں نے آپ کے تاکیدی حکم کے باوجود پہاڑی راہ چھوڑا' میدان جنگ سے فرار اختیار کیا اور آپ کے بلانے اور آواز دینے کے باوجود واپس نہ پلٹے۔ لیکن ان کے اخلاص اور جانثاری کی بناء پر حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ کو جو جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچی ہے اس سے درگزر فرمایئے اور اللہ کے حضور بھی ان کی معافی کی سفارش کیجئے اور پہلے کی طرح اب بھی ان کو مشورہ میں شریک رکھئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود حضور اکرم ﷺ کے طرز عمل سے اس شورائیت کی بنیاد رکھوائی ہے جو اسلام کے سیاسی و اجتماعی نظام کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مسلمانوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا والذین استجابو الربهم واقاموا الصلوة وامرهم شورى بينهم و مما رزقناهم ينفقون۔" (پ ۲۵ سورۃ الشوری آیت ۳۸)

اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہی اور نماز کا اہتمام کیا اور ان کا نظام مشورہ پر قائم ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق بخشا ہے' اس سے میں خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ کے دین اور اس کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی پہچان اور شناخت یہ بتائی ہے کہ وہ خود ہی نماز نہیں پڑھتے بلکہ دوسروں کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ یہی نماز اور اہتمام نماز ہی مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی خصوصیت اور دنیا میں ان کا اصلی امتیاز ہے۔ یہی نماز ان کو سکھاتی ہے کہ ان کو دنیا میں اپنے رب کی بندگی اور اس کے دین کی اقامت کے لئے کس طرح بنیان مرصوص بن کر زندگی گزارنی ہے۔ نماز اور شوریٰ کے باہمی تعلق و ربط کو مولانا امین احسن اصلاحی نے انتہائی خوبصورت انداز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں بیان کیا ہے' وہ لکھتے ہیں "اسلام کے نظم اجتماعی کی روح اور اس کے قالب کی اصلی شکل نماز میں محفوظ کی گئی ہے۔ اس کے اندر مسلمانوں کو دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ان کو اللہ کی بندگی کیلئے ایک بنیان مرصوص بن کر کھڑے ہونا ہے کس طرح اپنے اندر سے سب سے زیادہ علم و تقویٰ والے کو اپنی امامت کیلئے منتخب کرنا ہے کس طرح لوگوں کو حدود الٰہی کے اندر اس امام کی بے چون و چرا اطاعت کرنی ہے اور کس طرح امام اس بات کا پابند ہے کہ لوگوں کو کسی ایسی بات کا حکم نہ دے جو اللہ اور رسول کے کسی حکم کے خلاف ہو اور کس طرح اس کے ایک ادنیٰ مقتدی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ غلطی کرے تو وہ اس کو ٹوک دے یہاں تک کہ عین نماز کے اندر بھی رکوع' سجود' قیام' قعود یا تلاوت میں کوئی ادنیٰ فروگزاشت بھی اس سے صادر ہو جائے تو اس کے پیچھے ہر نماز پڑھنے والا اس کو متنبہ کرنے کا ذمہ دار ہے اور امام کا یہ فرض ہے کہ اگر مقتدی کی تنبیہہ مطابق شریعت ہے تو وہ اس کو قبول کرے اور اپنی غلطی کی فوراً اصلاح کرے۔ گویا اس طرح ہمارا پورا نظم اجتماعی نماز کی صورت میں متشکل کر کے ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ہم اپنی سیاسی تنظیم میں اس نمونہ کی پیروی کریں' اس طرح اللہ کے دین کی اقامت کے لئے اپنی تنظیم کریں۔ اس طرح اپنے اندر سب سے زیادہ اہل اور صاحب علم و تقویٰ کو اپنی قیادت کے لئے منتخب کریں۔ اسی طرح موصوف میں بے چون و چرا اس کی اطاعت کریں اور اگر اس سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو شریعت کے معروف کے خلاف ہو تو بے خوف لومتہ لائم اس کو متنبہ کر کے اس کو صحیح راہ پر لانے کی کوشش کریں۔

نماز اور ہمارے سیاسی نظام کا یہ تعلق ہے جس کے سبب سے قرآن نے ٹھیک اس وقت جب مسلمان ایک ہیئت اجتماعی کی شکل اختیار کرنے والے تھے' ان کی رہنمائی شوریٰ کی طرف فرمائی اور اس شوریٰ کا ذکر نماز کے پہلو بہ پہلو کر کے ایک طرف تو اس کی عظمت نمایاں فرمائی کہ دین میں اس کا کیا درجہ و مرتبہ ہے اور دوسری طرف اس کی تشکیل کی نوعیت بھی واضح فرما دی کہ اس میں امیر و مامور کے حقوق و فرائض کی صورت کیا ہوگی۔ کس طرح کے لوگ اس کی رکنیت کے لئے موزوں ہوں گے' جماعت اور خلق خدا سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعلق ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوں گی اور ان کی اصلی مسئولیت کس کے آگے ہو گی۔

شوری کی اہمیت اور نماز کے ساتھ اسکے تعلق کا یہی پہلو تھا کہ عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے دور میں انکا انعقاد مسجد ہی میں ہوتا تھا۔ [illegible] کے متعلق تو سیرت کی کتابوں میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ وہ شوری کے انعقاد کا اعلان "الصلوۃ جامعتہ" کے الفاظ سے کراتے تھے۔ یعنی اہل شوری نماز کیلئے جمع ہوں۔ جب اہل شوری مسجد میں جمع ہو جاتے تو وہ دو رکعت نماز ادا کرتے۔ ظاہر ہے کہ جب وہ نماز پڑھتے تھے تو دوسرے اہل شوری بھی ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہوں گے۔ نماز اور دعا کے بعد حضرت عمر مسئلہ زیر بحث پیش کرتے اور اہل شوری اس پر اپنی رائے کا اظہار کرتے اور خلیفہ ان کی رہنمائی میں کسی متفق علیہ نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے۔

یہ طریقہ اللہ تعالی کی رہنمائی کے حصول کے پہلو سے بھی نہایت بابرکت ہے اور اسلام کے نظم سیاسی کی اصل روح کے تحفظ کے نقطہ نظر سے بھی، لیکن اس دور میں مسلمانوں نے دوسری قوموں کی تقلید میں شورائی نظام کی جگہ نظام بھی دوسرے اختیار کر لئے اور مسجدوں سے بھی ان کا تعلق بالکل منقطع ہوگیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خدا کی رہنمائی سے محروم ہوگئے اور ان کی باگ شیطان اور اس کے ایجنٹوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اب پارلیمنٹوں کے ایوانوں میں جو دھینگا مشتی ہوتی ہے اس کی مثال بازاروں میں بھی مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔" (تدبر قرآن ج ۶ سورۃ الشوری ۱۷۹۔۱۸۰)

اب ہماری دینی و سیاسی جماعتوں کی ہیئت ترکیبی اور نماز و مسجد سے ان کے تعلق پر نظر دوڑا کر دیکھ لیجئے کہ کیا ان سے یہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خالص اسلامی حکومت قائم کر سکیں گے اور وہ اسلام کے ساتھ کس قدر مخلص ہیں۔

اسلام میں مشورہ کی اہمیت :۔ شوری کی اہمیت و ضرورت ثابت کرنے کیلئے یہی بات کافی ہے کہ قرآن حکیم میں حضور اکرم ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو مسلمانوں کی خصوصی صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کا طرز عمل بھی اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابو سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا "الامر یحدث لیس فی کتاب اللہ ولا سنۃ فقال ینظر فیہ العابدون من المومنین۔" ایک ایسا معاملہ پیش آتا ہے جس کا تذکرہ نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ سنت میں تو آپ نے فرمایا اس معاملہ پر مسلمان صالح لوگ غور کر کے فیصلہ کرلیں حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا ان عرض لی امر لم ینزل قضاء فی امرہ ولا سنۃ، کیف تامرنی قال تجعلونہ شوری بین اھل الفقہ والعابدین من المومنین ولا تقض فیہ برایک خاصۃ، اگر میرے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا فیصلہ نہ قرآن میں ہو اور نہ سنت میں تو آپ مجھے اس کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کو دین کی فقہ و بصیرت رکھنے والے اور نیکوں کے مشورہ سے حل کرو اور اس میں تنہا اپنی رائے سے فیصلہ نہ کرنا۔ مشورہ کی اہمیت کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول ہے "لا خلافۃ الا عن مشورۃ" مشورہ کے بغیر خلافت کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام قرطبی ابن عطیہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ "الشوری من قواعد الشریعۃ و عزائم الاحکام و من لا یستشیر اھل العلم والدین فعزلہ واجب ھذا مالا خلاف فیہ"۔ مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام سے ہے اور جو حاکم علم و دین سے متصف افراد سے مشورہ نہیں کرتا، اپنی رائے سے کام لیتا ہے اس کا معزول کرنا ضروری ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

مشورہ کا دائرہ کار: امام ابو بکر جصاص حنفی اپنی تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں کان مامور بمشاورتھم فی امور الدین والحوادث التی لا توقیف فیھا عن اللہ تعالی و فی امور الدنیا ایضا مما طریقہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الرای و غالب الظن ٥ حضور اکرم ﷺ ان دینی امور اور حوادثات کے سلسلہ میں مشورہ کے پابند تھے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مطلع نہ کیا گیا ہو، اس طرح ان دنیوی امور میں بھی جو رائے اور ظن غالب سے سرانجام پاتے ہیں دکتور وھبہ اندھیلی لکھتے ہیں "الامر المطلق بالمشاورة الموجه للحكام يشمل كل القضايا الدينية والدنيوية السياسية والاجتماعية والاقتصادية و الثقافية التنظيمية فيمالم يرد فيه نص تشريعي واضح الدلالة۔

حکمرانوں کو مشورہ کا حکم عام ہے جس میں تمام دینی اور دنیوی معاملات داخل ہیں۔ ان کا تعلق سیاست و اجتماعیت سے ہو یا اقتصاد و معیشت سے یا تنظیمی و ثقافتی امور سے بشرطیکہ ان کے بارے ایسی نص موجود نہ ہو جس کے معنی و مطلب میں کسی قسم کا خفا نہ ہو۔

بقیہ صـ۳۰

ہے۔

ماں باپ کے سایہ شفقت سے زیادہ کوئی سایہ نہیں جو دوسروں کے دکھ درد محسوس کرتے ہیں وہ عظیم لوگ ہیں اس میں ماں بھی شامل ہے۔

ماں سے بچھڑنا نادانی ہے۔

ماں ہمیشہ تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی ہے۔

ماں کا پیار اس سے پوچھ جس کی ماں نہ ہو۔

ماں اولاد کی ہر برائی چھپا سکتی ہے۔

ماں چاہے کسی کی ہو تمہاری ماں ہے۔

ماں تمہارے لئے مالی ہے جو تمہارے گلستان کی حفاظت کرتی ہے۔

ماں پر احسان نہیں کیا جاتا۔

© rasailojaraid.com